International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02,July-Dec 2023
PP:138-154

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

جنگی قیدیوں سے متعلق اسلامی احکامات منتخب اردو قرانی تفاسیر کے تناظر میں

The Islamic Rulings Regarding Prisoners of War: A Research Study in the Light of Selected Urdu Tafaseer

Bibi Hanifa
Head Department of Islamic & Relegious Studies Govt. Girls Degree College Qalandar Abad Abbottabad.
Email: Bibihaneefa@gmail.com
https://orcid.org/0009-0004-3074-5072

Dr. Sami ul Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal.
Email: mmfaisal1978@gmail.com
https://orcid.org/0009-0005-5488-6983

Muhammad Faisal
Assistant Professor Department of Islamic & Relegious Studies Govt. College Balakot.
Email: mmfaisal1978@gmail.com
https://orcid.org/0009-0005-5037-6983

Abstract

The twentieth century CE was a tumultuous period in the history of the world. After the First World War, dozens of countries fell victim to the conflict between the great powers, losing their freedom and autonomy. After the Second World War, the map of the world was once again. changed, and many countries were able to restore their freedom and autonomy. However, despite their physical freedom, the effects of mental slavery could not be erased.In the light of the changing political and social conditions, new problems emerged and many new discussions and topics came to the fore. Among these topics, the topic of Islamic Jihad is of great importance. In this era, there was a class of scholars who, seeing the political and military

power of the West and their dominance, presented new interpretations and explanations of Jihad and war. On the other hand, there were Muslim thinkers who, in the light. of the Quran and Sunnah and Islamic history, not only proved the justification of war and Jihad, but also re-arranged the rulings and instructions of war and Jihad and their principles and regulations, and made them compatible with the requirements of the modern era .Urdu Tafseeri Adab covers new discussions and topics related to Jihad and war. The present article attempts to clarify the Islamic rulings regarding prisoners of war in the light of selected Tafseeri Adab.In the aftermath of a battle between the forces of kufr (disbelief) and Islam, those individuals who are captured are referred to as prisoners of war. Prior to Islam, there were no established rules or regulations governing the treatment of prisoners of war. They were considered to be the personal property of their captors and were deprived of all rights. They were often condemned to a life of slavery, humiliation, and forced labor.Islam, however, provided a comprehensive set of guidelines for the treatment of prisoners of war. It emphasized the importance of treating prisoners with kindness and compassion, and it made it obligatory for Muslims to provide for their basic needs. Islam also prohibited the separation of families of prisoners of war and the forced conversion of prisoners. to Islam.After establishing the rights of prisoners of war, Islamic jurists, based on the Quran and Sunnah, have identified four possible outcomes for prisoners of war,Execution,Enslavement,Ransom,Release as an act of kindnessAll four of these outcomes are supported by the precedent of the Prophet Muhammad and the Rightly Guided Caliphs. In each case, the decision of which outcome to pursue was based on what was considered to be in the best interests of Islam and the Muslims. This same approach remains the best way to address this issue in the modern era.

***KeyWords**:Jangi,Qaidi,UrduTafaseer,war,Execution,Enslavement,Ransom.*

موضوع کا تعارف

جنگ میں مقابلہ کرنے والی قوت کے ہتھیار ڈالنے والے افراد کو قیدی بنانے کے حوالے سے قرآن کریم میں دو مواقع پر احکام مذکور ہیں۔ایک آیت سورہ انفال میں اور دوسری سورہ محمد میں ہے

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حتی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِکَ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ۔[1]

جب ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کی طاقت کچل چکے ہو تو مضبوطی سے گرفتار کر لو، پھر چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر، یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے۔ تمہیں تو یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا لیکن (تمہیں یہ حکم اس لیے دیا ہے) تاکہ تمہارا ایک دوسرے کے ذریعے سے امتحان لے اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال کو ہر گز اکارت نہیں کرے گا"

تفسیر آیت:

لغت: اس آیت میں ضرب مصدر اضربوا کا قائم مقام ہے اور اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے جو رعب و جلال اور تاکید ضرب الرقاب میں ہے وہ فاقتلوھم کے الفاظ میں نہیں ہے وہ کپڑا جس کی بنائی گھنی اور عمدہ ہو اسے ثوب ثخین کہتے ہیں۔ ابو العباس نے اس کے معنی غلبتموھم و کثر فیھم الجراح کے کیے ہیں، یعنی جنگ سے وہ چور چور ہو جائیں تو پھر جنگ روک کر بقیہ السیف کی مشکیں کس دو۔[2]

اس آیت میں اسلام کے پیروکاروں کو باطل قوتوں کی پوری قوت کے ساتھ سر کوبی کا حکم دیا گیا ہے کہ کافروں سے خوب لڑائی کی جائے ان کی گردنیں ماری جائیں، ان کا خون بہایا جائے یہاں تک کہ ان کی فوجی طاقت بالکل تباہ و برباد ہو جائے اور ان کے حوصلے اس قدر پست ہو جائیں کہ ان کے اندر دوبارہ مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہونے کی سکت باقی نہ رہے اور کفریہ طاقتوں سے قتال واثخان کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ اسلام کی بالادستی تسلیم کرتے ہوئے سر تسلیم خم نہ کر دیں۔ جب کفر کی سرکشی ختم ہو جائے تو پھر اختیار ہے کہ احسان کر کے بغیر فدیہ و معاوضہ کے چھوڑ دیا جائے یا فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔

محمد ادریس کاندھلویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں"اعلاء کلمۃ اللہ اور کفر کے غلبے کو ختم کرنے کے لیے جیسا کہ ارشاد ہے: وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ[3]

خوب قتال کیا جائے اور اعداء اللہ کی جب تک خونریزی نہ ہو جائے قتال بند نہ کیا جائے، یہاں تک کہ حق کی ہیبت اور رعب کافروں کے دلوں پر اس قدر طاری ہو جائے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں اور آئندہ کبھی مسلمانوں کے مقابلے میں سر اُٹھانے کی ہمت بھی نہ کر سکیں۔[4]

آیت سورۃ الانفال:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَاوَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًاد وَّاتَّقُوا اللّٰهَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔[5]

"یہ بات کسی نبی کی شایانِ شان نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی رہیں (جس سے ان کا رعب پوری طرح ٹوٹ جائے) تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ صاحبِ اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آجاتی۔ لہذا اب تم نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اسے پاکیزہ حلال مال کے طور پر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے"۔

شانِ نزول:

غزوۂ بدر کفر واسلام کے درمیان پہلا معرکہ تھا جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ستر کافر مارے گئے اور ستر قید کر کے مدینہ لائے گئے۔ رسول ﷺ نے ان قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ مانگا تو حضرت ابو بکر صدیق نے یہ رائے دی کہ یہ ہمارے اہلِ خاندان اور بھائی بند ہیں ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیجیئے امید ہے کہ اللہ ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کر دیجئے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا اور شہر سے نکلنے پر مجبور کیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ رائے دی کہ یارسول اللہ لکڑیاں جمع کر کے ان کو جلادیجیئے۔ رسول ﷺ نے خاموشی اختیار کی اپنے خیمے میں تشریف لے گئے، پھر حضرت ابو بکر کی رائے کو اختیار فرمایا اور قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ زرِ فدیہ بااختلافِ روایت بیس یا چالیس اوقیہ مقرر کیا گیا اور جو قیدی فدیہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ قرار پایا کہ وہ دس دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔

اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔[6]

وجہ عتاب:

مذکورہ آیت لولا کتٰب میں اللہ کی طرف سے عتاب نازل کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اس میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

جمہور مفسرین ومؤرخین کی رائے:

جمہور کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے میں جو اختیار دیا تھا وہ دراصل آزمائش وامتحان تھا اور مشیت الٰہی یہی ہے کہ کفار قیدیوں کو قتل کیا جاتا تاکہ کفر کی طاقت مزید کمزور ہوتی۔ عصرِ حاضر کے مفسرین کی اکثریت جن میں محمد ادریس کاندھلوی، مفتی محمد شفیع، عبدالحق حقانی، پیر کرم شاہ الازہری۔ محمد عاشق الٰہی، احمد یار خان نعیمی اور وحید الدین خان شامل ہیں نے وجۃ عتاب یہی بیان کی ہے کہ قیدیوں کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لینے کا فیصلہ کیونکر کیا گیا۔[7]

مولانا مودودی اور علامہ شبلی کی رائے:

سید مودودی اور علامہ شبلی نعمانی نے اس آیت کی قدرے مختلف توضیح کی ہے۔ ان کے نزدیک آیتِ انفال میں وجۂ عتاب قیدیوں سے فدیہ لینے کا فیصلہ نہیں بلکہ اثخان فی الارض سے قبل ان کو گرفتار کرنا تھا۔[8]

امین احسن اصلاحی کا نقطۂ نظر:

اصلاحی صاحب نے اس آیت کی سب سے مختلف تفسیر لکھی ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کے مخاطب مسلمان نہیں کفار ہیں۔ اور ماکان کے الفاظ الزام کے بجائے رفعِ الزام کے لیے مستعمل ہیں وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ "اور کسی نبی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مالِ غنیمت میں خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن وہ چیز لے کر آئے گا جو اس نے خیانت کر کے لی ہو گی" میں الزام نہیں رفعِ الزام ہے منافقین کو جھٹلایا گیا کہ تمہارے الزامات بے بنیاد ہیں کوئی نبی خائن نہیں ہوتا۔ اسی انداز مین اس آیت میں کفار کو مخاطب کر کے بتایا گیا کہ تم نبی ﷺ پر اپنے بھائیوں کی خونریزی، ان کو قیدی بنانے اور ان سے فدیہ لینے کا جو الزام لگاتے ہو یہ بالکل غلط ہے۔ کوئی نبی اس بات کا روادار نہیں ہوتا کہ وہ قیدی پکڑے، فدیہ وصول کرے اور مالِ

غنیمت کے شوق میں خونریزی برپا کرے۔ مشرکین کو کہا گیا ہے کہ تم دنیا کے طالب ہو، اللہ اہلِ ایمان کے لیے آخرت کے اجر و ثواب کا خواہاں ہے۔ آگے کفار کو مزید تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے تو اتنی سی بات پر شور مچا رکھا ہے حالانکہ جو رویہ تم نے اختیار کر رکھا ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم پر عذاب الیم اترتا لیکن اللہ نے چونکہ ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس سے پہلے کسی قوم کا فیصلہ نہیں ہوتا اس وجہ سے اس نے تمہیں مہلت دی۔

لولا کتب من اللہ قرآن کے عتاب کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جہاں بھی استعمال ہوئے ان کے مخاطب کفار و مشرکین ہی ہیں کفار کو ڈانٹ پلانے کے بعد روئے سخن اہلِ ایمان کی طرف موڑتے ہوئے حکم دیا گیا تم ان کی الزام تراشیوں کی مطلق پروانہ کرو اور اللہ نے تمہیں جو مالِ غنیمت یا فدیہ عطا کیا ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے تم اس کو کھاؤ۔[9]

تینوں آراء کا تجزیہ:

کتب احادیث میں مذکورہ روایات میں جس انداز میں اس آیت کے شانِ نزول کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اس سے جمہور کے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف سے ناراضگی کا اظہار قتل کرنے کے بجائے فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ کرنے پر کیا گیا۔ لیکن قرآن کی ان دونوں آیات میں قیدیوں کے قتل کی ممانعت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول روایات بھی اس دوسری رائے کو تقویت دیتی ہیں۔ جہاں تک اصلاحی صاحب کی رائے کی بات ہے تو اصلاحی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں عقلی استدلال کرتے ہوئے آیت کی تفسیر تو بیان کی ہے لیکن کتب احادیث خصوصاً صحاحِ ستہ میں مذکور ان تمام احادیث کی کوئی تاویل بیان نہیں کی جن میں فدیہ لینے کے حوالے سے رسول ﷺ کے صحابہ کرام سے مشورہ اور پھر حضرت عمر کی اصابت رائے کا ذکر ہے۔ یوں وہ اس بحث کو تشنہ چھوڑ کر آگے بڑھ گئے ہیں۔

قیدی کب بنائے جائیں؟

دونوں آیات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ جب کفار و مسلمان باہم برسرِ پیکار ہوں تو جب تک کفار کی اچھی طرح خونریزی نہ کر لی جائے سلسلہ قید و بند شروع نہ کیا جائے۔ کفار کی طاقت کو اچھی طرح کچلنے کے بعد جب ان کی مقابلہ کرنے کی ہمتیں جواب دے جائیں باقی بچ جانے والوں کو قید کر لیا جائے۔

جنگی قیدیوں کا حکم (تطبیق آیات)

سورۃ محمد اور سورۃ انفال کی ان دو آیات میں سے ایک آیت میں قیدیوں سے فدیہ لینے پر عتاب کا ذکر ہے اور دوسری میں فدیہ لے کر یا بلا معاوضہ رہا کرنے کی اجازت ہے۔ ان میں سے کس پر اور کیسے عمل کیا جائے گا؟ اس حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

سورۃ انفال کی آیت منسوخ ہے:

عبداللہ بن عمر، حسنؒ، احمدؒ اور اسحقؒ کے نزدیک کہ سورۃ محمد کی آیت ناسخ ہے آیتِ انفال کے لیے۔ لہذا عمل آیت سورۃ محمد پر کیا جائے گا یعنی قیدیوں کو احساناً رہا کرنا یا فدیہ لے کر رہا کرنا۔[10]

سورۃ محمد کی آیت منسوخ ہے:

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جنگی قیدیوں کو معاوضہ لے کر یا بلا معاوضہ آزاد کرنا درست نہیں۔ لہذا ان کے نزدیک سورۃ انفال کی آیت ناسخ ہے جبکہ سورۃ محمد کی آیت منسوخ ہے۔[11]

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک من وفداء کا حکم فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموھم اور قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ سے منسوخ ہے۔[12]

لیکن امام اعظم کا مختار مذہب آزاد کرنے کے جواز کا قائل ہے جب کہ مسلمانوں کی مصلحت اس میں ہو۔

ابنِ عباس کا قول:

ابنِ عباس کہتے ہیں کہ بدر میں مسلمان تعداد میں کم تھے اس لیے اس وقت من وفداء کی ممانعت تھی جب بعد میں مسلمانوں کو عروج حاصل ہو گیا تو اجازت دے دی گئی۔[13]

خلاصہ:

ان سب کی آراء کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفسرین نے قیدیوں کے حوالے سے چار صورتیں اپنانے کو جائز قرار دیا ہے کہ امام المسلمین کو اختیار حاصل ہے کہ قیدیوں کے حوالے سے جس صورت کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہتر سمجھے اسی کو اختیار کرے۔[14]

۱. قتل کرنا
۲. غلام بنانا
۳. فدیہ لے کر رہا کرنا۔
۴. احساناً رہا کرنا

عاشق الٰہیؒ صاحب نے چھ چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

۱. احسان کرنا یعنی بلا معاوضہ رہا کرنا
۲. قیدیوں کا باہم تبادلہ کرنا
۳. فدیہ لے کر رہا کرنا
۴. قتل کرنا
۵. غلام بنانا
۶. ذمی بنالینا۔[15]

جب کہ سید مودودیؒ نے غلام یا ذمی بنانے کو بھی احسان یعنی من کے مفہوم میں داخل قرار دیا ہے۔ اسی طرح قیدیوں کے فدیہ سے مراد قیدی کی رہائی کے بدلے اس سے مال یا خدمت لینا یا قیدیوں کا تبادلہ کرنا لیا ہے۔[16]

مذکورہ بالا چاروں صورتیں خود نبی کریم ﷺ کے عمل اور خلفائے راشدین کے طرزِ عمل سے ثابت شدہ ہیں۔ ان میں سے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی سمجھی اسی کو بتقاضائے مصلحت اختیار کیا گیا۔

قیدیوں کو قتل کرنا

جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

جنگی قیدیوں کو قتل کیا جائے گا:

قتادہؒ، سدیؒ، ابنِ جریجؒ، اوزاعی اور اہلِ کوفہ کی رائے ہے کہ آیت امّا منا وامّا فداء آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموھم سے منسوخ ہے۔ لہذا قیدیوں کو قتل کیا جائے گا۔[17]

جنگی قیدیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا:

حضرت عبداللہ بن عمر ، حسن بصریؒ، عطاءؒ، حماد بن ابی سلیمانؒ آیت امّا منا وامّا فداء میں قانون کے عموم کو اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کسی آدمی کو جنگ کے دوران قتل کیا جاسکتا ہے مگر جب لڑائی کے خاتمہ پر وہ قیدی بن کے قبضے میں آجائے تو اس کا قتل درست نہیں۔[18]

قتل یا عدمِ قتل امام کا اختیار ہے:

جمہور کی رائے یہ ہے کہ دونوں آیات محکم ہیں امام کو اختیار حاصل ہے کہ فدیہ لے کر چھوڑے یا مفت چھوڑے۔ یہ دو باتیں آیتِ محمد میں واضح ہیں۔ جب کہ دیگر دو باتوں یعنی غلام بنانے یا قتل کرنے کا اختیار احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔[19]

جنگی قیدیوں کے قتل کا جواز احادیث اور سیرتِ نبویﷺ وصحابہ سے ثابت ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ قیدیوں کو قتل کرنے کا عام دستور نہیں تھا صرف چند مواقع پر صرف ان قیدیوں کو قتل کیا گیا جن سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا تھا یا پہنچنے کا احتمال تھا۔ گویا قیدیوں کا قتل عام قانون نہیں تھا ایک استثناء تھا۔ جس کو بقدرِ ضرورت ہی استعمال کیا گیا۔ مثلاً بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔[20]

احد کے قیدیوں میں سے صرف ابو عزہ شاعر کو قتل کیا گیا۔

بنو قریظہ نے جب احزاب کے موقع پر غداری کا ارتکاب کیا اور حضورﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کا محاصرہ کر کیا تو انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کو ثالث بنایا اور طے کیا کہ سعد جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہوگا۔ سعد بن معاذ نے تورات کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ دیا کہ تمام قابلِ جنگ افراد قتل کردیئے جائیں اور بال بچوں کو قید کرلیا جائے۔[21]

بنو قریظہ کا شر تو واضح تھا مگر قتل کا فیصلہ خود ان کے مقرر کردہ ثالث نے کتاب اللہ تورات کے مطابق کیا تھا۔ اس لیے اس پر من وعن عمل کیا گیا۔

خیبر کے قیدیوں میں سے صرف کنانہ بن ابی الحقیق کو قتل کیا گیا۔[22]

فتح مکہ کے موقع پر آپﷺ نے باختلافِ روایت چار افراد کے قتل کا حکم دیا۔ حویرث، مقیس، ابن خطل اور اس کی لونڈی۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ رسولﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے آپﷺ کے سرِ اقدس پر خود تھا جب آپﷺ نے اس کو سر سے اتارا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے کھڑا ہے آپﷺ نے فرمایا اس کو وہیں قتل کر

دو۔[23]

قیدیوں کو غلام بنانا

اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حتی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗئً۔[۲٤]

"اور جب ان سے تمہارا مقابلہ ہو جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کی طاقت کچل چکے ہو تو مضبوطی سے گرفتار کر لو، پھر احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر"۔

آیت من اور فداء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ فداء سے مراد تو فدیہ لے کر یا معاوضہ لے کر رہا کرنا ہے خواہ وہ معاوضہ نقدی کی صورت میں ہو، خدمت کی صورت میں ہو یا قیدیوں کے باہمی تبادلے کی صورت میں ہو۔ فداء کے ان معنوں پر سب کا اتفاق ہے۔

من کی تشریح:

جمہور کے نزدیک من سے مراد بلا معاوضہ استحساناً رہا کرنا ہے۔ جب کہ بعض مفسرین نے من کے معنی کو وسیع تناظر میں دیکھتے ہوئے کچھ دیگر چیزون کو بھی اس کے مفہوم میں شامل کیا ہے جو کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت شدہ ہیں۔

سید مودودی کی رائے:

سید مودودی کی رائے کے مطابق من یا احسان کے مفہوم میں چار چیزیں شامل ہیں۔

۱. قید کے دوران قیدیوں سے حسنِ سلوک کیا جائے۔
۲. قتل یا دائمی قید کے بجائے ان کو غلام بنا کر مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے۔
۳. جزیہ لگا کر ان کو ذمی بنالیا جائے۔
۴. قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دیا جائے۔[25]

احسان کی ان سب صورتوں پر نبی ﷺ نے حسبِ موقع عمل فرمایا۔اس طرح سید مودودیؒ کے نزدیک جنگی قیدیوں کو دائمی قید میں رکھنے کے بجائے ان کو غلام بنالینا بھی ان پر احسان کی ایک صورت ہے۔

اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد ہر دور میں تقریباً ہر طرف یہ دستور تھا کہ جنگی قیدیوں کو تاحیات قید میں رکھا جاتا۔ان سے جبری مشقت لی جاتی اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا۔اسلام نے اس کا خاتمہ کرتے ہوئے یہ طریقہ پیش کیا کہ اگر اسیرانِ جنگ کے حوالے سے تبادلۂ اسیران یا فدیہ کا کوئی معاملہ طے نہ ہو سکے تو ان کو غلام یا ذمی بنالیا جائے۔ غلام بنا کر افراد مسلمین کے حوالے کر کے مالکان کو تاکید کی کہ ان سے اچھا سلوک کریں۔

غلامی کا ثبوت سیرتِ نبوی ﷺ سے:

جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا عمل رسول ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ثابت ہے غزوہ بنی مصطلق میں رسول ﷺ نے چھ سو قیدیوں کو فوج میں تقسیم کر دیا۔ بعد میں جب آپ ﷺ نے اسی خاندان کی ایک محترمہ حضرت جویریہ سے نکاح کیا تو صحابہ کرام نے آپ کی قرابتداری کے لحاظ میں ان سب قیدیوں کو رہا کر دیا۔[26]

اسی طرح آپ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو بھی تقسیم فرما دیا۔ جب آپ ﷺ جعرانہ تشریف لائے تو ہوازن والے حاضرِ خدمت ہوئے، اقرار اسلام کیا اور آپ ﷺ سے اپنے قیدیوں اور اموال کی واپسی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اموال یا قیدیوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا کہا تو انہوں نے قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ رسول ﷺ نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے قیدیوں کو واپس کرنے کا اعلان کیا اور پھر بوقت نماز دیگر قبائل کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو سب نے اپنے حصے کے قیدی واپس کر دیئے مگر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن نے اپنے حصے کے قیدی واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ عباس بن مروان نے بھی یہی فیصلہ یا تو رسول ﷺ نے ان کو ان کے حصے کے قیدیوں کا معاوضہ دے دیا۔[27]

بعض جدت پسندوں کا یہ نظریہ ہے کہ قیدیوں کو غلام بنانا درست نہیں اور آپ ﷺ نے قیدیوں کو غلام نہیں بنایا۔

تو مندرجہ بالا واقعہ وضاحت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگی قیدی بطور غلام تقسیم فرما دیئے تھے اگر آپ ﷺ نے قیدی بطورِ غلام تقسیم نہیں کیے تھے تو پھر مذکورہ تین افراد کو معاوضہ کس چیز کا ادا کیا؟

سیرتِ نبوی ﷺ سے غلام بنانے کے جواز کا ثبوت تو ملتا ہے مگر یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جنگی قیدیوں کو غلام بنانا عام دستور نہیں تھا نہ ہی کوئی لازمی حکم تھا۔ آپ ﷺ نے قیدی معاوضہ لے کر اور بلا معاوضہ رہا کیے۔ چند مواقع پر جہاں نہ قیدیوں کے تبادلے کی کوئی صورت ممکن تھی نہ ان کی رہائی قرینِ مصلحت تھی قیدیوں کو غلام بنالیا گیا۔

اسلام میں غلامی کا تصور:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے غلام بنانے کی اجازت کیوں دی؟ اس کا انتہائی سادہ جواب یہ ہے کہ ایک تو اسلام میں غلامی کا وہ تصور نہیں جو دیگر اقوام کے ہاں یا دیگر مذاہب میں رائج ہے۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد لوگوں کے مساوی درجہ عطا کیا۔ آزاد غلام کے درمیان بھائی چارہ کی فضا قائم کی۔

دوسرا یہ کہ بعض اوقات حالات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں مثلاً ایسے حالات جن میں نہ تو جنگی قیدیوں کا تبادلہ ممکن ہوتا ہے نہ ان کو فدیہ لے کر یا بلا معاوضہ رہا کرنا ہی قرینِ مصلحت ہوتا ہے ایسی صورت میں قیدیوں کو قتل کرنے یا دائمی قید میں رکھنے سے کہیں بہتر صورت یہ ہے کہ ان کو غلام بنا کر معاشرے میں حقوق دلائے جائیں اور معاشرتی ترقی کے لیے دیگر افراد معاشرہ کی طرح ان کی صلاحیتوں سے بھی بھرپور فائدہ اُٹھایا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے بتدریج معاشرتی اصلاحات نافذ کیں۔ اس دور کے لونڈی غلاموں کے تصور سے بالکل ہٹ کر لونڈی غلاموں کے حقوق و فرائض متعین کیے۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی بار بار تاکید کی۔ غلاموں کے حوالے سے با قاعدہ معاشرتی قوانین بنائے۔ ان کے نکاح کروانے کی ترغیب دی۔ غلاموں کے ساتھ سختی سے پیش آنے سے منع کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے زیر دست کر دیا ہے پس جس کا بھائی اس کے زیر دست ہوا ہے اسے چاہیئے کہ اس کو بھی اس میں سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسی میں سے پہنائے جسے وہ خود پہنتا ہے اور اس کو ایسے کام کی زحمت نہ دے جو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو اور اگر ایسے کام کی تکلیف دے تو تو خود بھی اس کی

مدد کرے"۔[28]

الصلوۃ الصلوۃ اتقو اللہ فیما ملکت ایمانکم۔[۲۹]

"نماز کا خیال رکھو، اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو"

یہ ہے اسلام میں غلامی کا تصور جو دنیا کی کسی بھی تہذیب یا مذہب میں موجود تصورِ غلامی سے یکسر مختلف ہے۔

اسلام اور نظامِ غلامی کا خاتمہ

اگرچہ اسلام نے غلامی کے مروّجہ نظام کی اصلاح کی خاطر غلام بنانے کی اجازت تو دے دی مگر اس کے ساتھ بتدریج ایسی ہدایات دیں جس سے نظامِ غلامی کا خاتمہ مقصود تھا۔ غلام کو آزاد کرنے یا اس کی آزادی میں مدد کرنے کے بے شمار فضائل قرآن و سنت میں بیان ہوئے ہیں ارشادِ ربانی ہے:

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ‌ؕ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ۔ ۳۰

"اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا، یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رُل رہا ہو"۔

بیان فضائل کے علاوہ مختلف فقہی احکام میں غلاموں کو آزاد کرنے کے راستے تلاش کیے گئے۔ روزے کے کفارے، قسم کے کفارے، ظہار کے کفارے اور قتلِ خطاء کے کفارے میں سب سے پہلے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی کے نتیجے میں دورِ نبوی ﷺ و دورِ صحابہ میں ہزاروں غلام آزاد کیے گئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ غلامی کے جواز کے حوالے سے اسلام کے احکامات انسانیت کے لیے عین رحمت ہیں۔ (غلامی کے حوالے سے مزید تفصیل متعلقہ فصل میں بیان کی جائے گی)۔

فدیہ لے کر رہا کرنا:

قیدیوں کے حوالے سے جس تیسری صورت کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ہے فدیہ لے کر رہا کرنا۔

قیدی کے فدیہ کی ممکنہ صورتیں مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں:

ایک یہ کہ مالی معاوضہ کے بدلے قیدی کو رہا کیا جائے جیسا کہ بدر کی لڑائی کے بعد ستر قیدیوں کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ زرِ فدیہ ادا کریں اور رہائی حاصل کریں۔[31]

دوسرا یہ کہ کسی معینہ خدمت کے عوض قیدی رہا کیا جائے۔ اس کی مثال بھی غزوۂ بدر سے ملتی ہے کہ جو قیدی مالی معاوضہ نہیں ادا کر سکتے تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو ان کا زرِ فدیہ یہ طے پایا کہ وہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔[32]

تیسرا یہ کہ قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا جائے مثلاً حضرت سلمہ بن اکوع قبیلہ فزارہ کے خلاف حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ شریکِ جہاد تھے اسیرانِ جنگ میں سے عرب کی ایک انتہائی حسین عورت حضرت ابو بکر صدیق نے بطورِ انعام ان کو دے دی۔ مدینہ آمد پر رسول ﷺ نے بااصرار سلمہ سے وہ لڑکی مانگ کر مکہ والوں کو بھیج دی اور اس کے بدلے میں بہت سے مسلمانوں کو چھڑایا جو کہ مکہ میں قید تھے۔[33]

غزوہ بدر میں عمرو بن ابی سفیان قیدیوں میں شامل تھا جب کہ حنظلہ قتل ہو چکا تھا۔ ابو سفیان نے کہا کہ کیا مسلمان میری دولت اور جان دونوں کو لینا چاہتے ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے حنظلہ کو قتل کیا اور اب میں عمرو کا فدیہ دوں؟ اُسے ان کے ہاتھوں میں رہنے دو جو چاہیں کریں۔ کچھ عرصہ بعد مدینہ میں سعد بن نعمان عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ قریش سے یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ حج یا عمرہ کرنے والوں سے کوئی تعرض نہیں کریں گے لیکن ابو سفیان نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کے بدلے میں اپنے بیٹے کی رہائی کا مطالبہ کر دیا۔ سعد بن نعمان کے اہل خاندان کی درخواست پر حضور ﷺ نے عمرو بن ابی سفیان کو مکہ بھیج دیا اور سعد کو آزاد کرا لیا۔[34]

بلا معاوضہ رہا کرنا:

قیدیوں کے بارے میں جو چوتھی صورت قرآن میں مذکور ہے جو سب سے افضل ہے اور جس پر سب سے زیادہ عمل کیا گیا ہے وہ ہے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کرنا۔ سیرتِ نبوی ﷺ، عہدِ خلفائے راشدین اور مابعد کے ادوار سے اس کی ہزاروں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ہزاروں نہیں لاکھوں قیدی اس صورت میں رہا کیے گئے۔

"نبی کریم ﷺ نے بنو حنیفہ سے تعلق رکھنے والے اہلیانِ یمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال کو بلا معاوضہ احساناً رہا کیا۔ اس حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا"[35]

غزوہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں سے آپ ﷺ نے حضرت جویریہ کا فدیہ دے کر ان کو رہا کروایا اور ان سے نکاح کر لیا۔ اس پر تمام صحابہ نے اپنے حصے کے قیدی رہا کر دیئے۔ یوں سو خاندانوں کے آدمی رہا ہو گئے۔[36]

"فتح مکہ کے موقع پر چار افراد کے علاوہ سب کو بطورِ احسان معاف کر دیا[37] غزوہ حنین کے بعد قبیلہ بنو ہوازن کے چھ ہزار قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دیا"[38]

حدیبیہ کے سال مکہ کے انیتس آدمی آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے قتل کے ارادے سے تنعیم کے پہاڑ سے فجر کی نماز کے وقت اُترے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور پھر آزاد کر دیا۔[39]

علامہ شبیر احمد عثمانی کی رائے:

علامہ شبیر احمد عثمانی قیدیوں کے حوالے سے اسلام کے تمام احکامات کو حکمت و مصلحت پر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قید و بند کی بدولت یہ بھی ممکن ہے کہ کفار کو مسلمانوں کے حالات اور اسلامی تعلیمات کو قریب سے دیکھنے و پرکھنے کا موقع مل جائے اور وہ راہِ حق کے راہی بن جائیں بلا معاوضہ احساناً رہا کرنے سے یہ ممکن ہے کہ وہ تمہارے اخلاقِ حسنہ سے متاثر ہو کر وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اسی طرح زرِ فدیہ لے کر چھوڑنا یا تبادلے میں چھوڑنا بھی کئی فائدوں کا حامل ہے"[40]

دورانِ قید قیدیوں سے سلوک:

گزشتہ صفحات میں تمام بحث اس موضوع پر تھی کہ قیدیوں کا انجام کار کیا ہو؟ لیکن جب تک وہ مسلمانوں کی قید میں رہیں گے ان سے کیا سلوک کیا جائے گا؟ اس حوالے سے اسلامی احکامات و تعلیمات کی فہرست طویل ہے چند نمایاں احکام کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید:

قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول ﷺ نے بدر کے قیدی صحابہ میں تقسیم کرنے کے بعد صحابہ سے فرمایا: استوصوا بالاسٰری خیرا بدر کے ایک قیدی ابو عزیز کہتے ہیں کہ مجھے جن انصاریوں کے گھر میں رکھا گیا وہ صبح و شام مجھے روٹی کھلاتے تھے اور خود صرف کھجور کھا کر رہ جاتے تھے۔[41]

قیدیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا:

جنگی قیدیوں کا مذہب زبردستی تبدیل نہیں کروایا جائے گا۔ بنو نضیر کی عہد شکنی کی سزا میں جب ان کو مدینہ سے نکالنے کا فیصلہ کیا گیا تو ان میں کچھ انصاریوں کے بچے بھی تھے جنہوں نے یہودیت اختیار کر رکھی تھی۔ انصاریوں نے کہا ہم اپنے کلڑکوں کو نہیں جانے دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

''دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے''

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں لاکھوں مربع میل کا علاقہ فتح کیا اوت لاکھوں کروڑں لوگوں پر فتح حاصل کی مگر کسی ابھی ایک فرد کو جبراً مسلمان نہیں بنایا گیا۔

قیدیوں میں جدائی نہ کرائی جائے:

حضرت علی نے ایک باندی اور اس کے بچے میں تفریق کی (یعنی ان دونوں کو الگ الگ شخصوں کے ہاتھ بیچ ڈالا) پس رسول ﷺ نے اس سے منع کیا اور اس بیع کو رد فرمادیا۔[42]

قیدیوں کی بنیادی حاجات پوری کی جائیں:

قیدیوں کی تمام بنیادی ضروریات مثلاً کھانے پینے، لباس کا خیال رکھا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا"[۴۳]

"اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں"

اس آیتِ مبارکہ میں مطلقاً قیدی کا لفظ استعمال ہوا ہے خواہ قیدی مسلمان ہوں یا کافر۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ نے بدر کے قیدیوں سے حسنِ سلوک کا حکم دیا حالانکہ وہ مسلمان نہ تھے مسلمان ہوں تو ان کا حق اس سے بھی زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس ہدایت پر صحابہ نے پوری دلجمعی سے عمل کیا۔ خود کھجور پر گزارہ کرتے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے۔ حضرت عباس جو کہ بدر کے قیدیوں میں شامل تھے ان کے پاس لباس نہیں تھا آپ ﷺ ان کے لیے قمیض تلاش کرنے لگے ،لوگوں نے ابن ابی کا کرتہ لا کر دیا جو حضرت عباس کے صحیح پورا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عباس کو پہنادیا۔[44]

جاسوس قیدی کے احکام:

جنگی قیدیوں یعنی جنگ سے گرفتار ہونے والے قیدیوں اور جاسوس قیدیوں کے احکام میں فرق ہے۔ جاسوس قیدی کے احکام بیان کرنے سے قبل اس کی اقسام کا تعیّن ضروری ہے۔ جاسوس قیدی کی چار اقسام ہو سکتی ہیں۔

۱. مسلمان

۲. حربی

۳. مستامن

۴۔ذمی[45]

مسلمان جاسوس کا حکم

اگر بد قسمتی سے مسلمانوں کی جاسوسی کرنے والا مسلمان ہو تو اس کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں

اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اس پر تعزیر لگائی جائے گی

احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مسلمان جاسوس پر تعزیر لگائی جائے گی اس کو قتل کرنا جائز نہیں۔

اس کو قتل کیا جائے گا

امام مالک کہتے ہیں کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ ابن ماجشون کے نزدیک بھی اگر مجرم عادی جاسوس ہو تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔[46]

مسلمان جاسوس کو قتل کرنے یا نہ کرنے کی بحث دراصل اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں جنم لیتی ہے جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔[۴۷]

"اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست مت بناؤ کہ ان کو محبت کے پیغام بھیجنے لگو"

شانِ نزول:

آیت کے شانِ نزول سے متعلق اس واقعہ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب مشرکین نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور معاہدہ توڑنے کا علان کیا تو رسول ﷺ نے مکہ کا قصد فرمایا اور اس کو خفیہ رکھنے کا حکم دیا۔ ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک لونڈی کے ہاتھ خط بھیج کر اہلِ مکہ کو اطلاع دینی چاہی۔ رسول ﷺ کو بذریعہ وحی علم ہوا اور آپ ﷺ نے حضرت علی ،زبیر، مقدار کو بھیج کر اس عورت کے قبضے سے خط برآمد کرالیا۔ دربارِ نبوت ﷺ میں معاملہ پیش ہونے پر حضرت حاطب نے اصل وجہ یعنی اپنے اہل و عیال کے تحفظ کی غرض بیان کرتے ہوئے معذرت چاہی۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجیئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا حاطب بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ اہلِ بدر کو اللہ تعالیٰ نے معاف کرنے کا اعلان کیا ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم جو کچھ چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔[48]

احناف، شوافع اور حنابلہ کا استدلال:

جمہور نے مسلمان جاسوس قیدی کے قتل کے عدم جواز کے طور پر اس دلیل کو پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب کو مومن کہہ کر پکارا ہے اور کسی مومن کا قتل یا خون بہانا جائز نہیں اس لیے مسلمان جاسوس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

مالکیہ کا استدلال:

مالکیہ نے مذکورہ حدیث کو دلیل بناتے ہوئے کہاہے کہ رسول ﷺ نے حضرت حاطب کے قتل نہ کرنے کی علت ان کا بدری ہونے کو قرار دیاہے لہذا بدری صحابہ کے علاوہ جو مسلمان بھی جرمِ جاسوسی کا مرتکب ہوگا اس کو قتل کیا جائے گا۔

ذمی اور مستامن کا حکم:

اگر ذمی یا مستامن کا مسلمانوں کی جاسوسی کا مرتکب ہو تو اس کے حکم کے حوالے سے فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔

اس کو قتل کر دیا جائے گا:

امام مالکؒ و اوزاعیؒ کے نزدیک جاسوسی کرنے کی صورت میں اس سے کیا گیا عقد امان یا عقد ذمہ ٹوٹ جائے گا اور اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک معاہدہ ذمہ نہیں ٹوٹے گا الا یہ کہ دستاویز میں باقاعدہ اس کا اندراج ہو۔ شرح السیر الکبیر میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن نے کہاہے کہ اگر امان طلب کرتے وقت مسلمانوں نے اس سے یہ کہا کہ اگر تم جاسوس نہیں ہو تو ہم تمہیں امان دیتے ہیں۔ پھر وہ شرط بھول جائے اور جاسوسی کا مرتکب پایا جائے تو اس کے قتل میں کوئی حرج نہیں۔[49]

اس کو فے قرار دے دیا جائے:

امام محمد بن حسن نے کہاہے کہ اگر امام کی رائے ہو تو اُسے فے قرار دے دے تو دوسرے قیدیوں کی طرح اس کو اس کے تمام اموال سمیت فے قرار دیئے جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اولی یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔[50]

حربی جاسوس کا حکم:

اگر حربی کافر مسلمانوں کی جاسوسی کر رہا ہو تو اس کا حکم بالاتفاق اس کو قتل کرنا ہے۔

ایک دفعہ رسول ﷺ کے پاس دورانِ سفر مشرکین کا ایک جاسوس آیا وہ آپ کے اصحاب میں بیٹھا اور چپکے سے اُٹھ کر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو تلاش کر کے مار ڈالو۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے اس کو جالیا اور قتل کر کے اس کا مال و اسباب رسول ﷺ کے پاس لے آئے جو کہ رسول ﷺ نے ان کو ہی عطا کر دیا۔[51]

نتائج البحث:

ا۔ اردو تفسیری ادب میں جہاد و قتال سے متعلق نئے مباحث و موضوعات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے مفسرین نے مشروعیت جہاد علت القتال، اداب القتال، امن معاہدات، احکام صلح اور جنگ کے بعد پیش انے والے مسائل قیدیوں کے احکام، مفتوحین اور ذمیوں کے ساتھ معاملات، مسئلہ غلامی، غنیمت کی تقسیم اور جزیہ جیسے موضوعات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

2۔ جنگی قیدیوں کے حوالے سے قران کریم میں سورہ انفال اور سورہ محمد میں احکام مذکور ہیں سورہ انفال میں قیدیوں کے قتل جبکہ سورہ محمد میں قید و احسان اور فدیہ کا حکم بیان ہوا ہے۔

3۔ قیدی بنانے کا عمل جنگ کو منطقی انجام تک پہنچانے کے بعد ہونا چاہیے یعنی کفر کی طاقت کو کچل دیا جائے تاکہ وہ دوبارہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف ارا ہونے کی جرات نہ کر سکیں۔

4۔ جنگی قیدیوں کو قتل کرنا، ذمی بنانا، فدیہ لے کر رہا کرنا یا احسانا رہا کرنا سب صورتیں قران و سنت سے ثابت ہیں اسلام و مسلمانوں کی

مصلحت کو دیکھتے ہوئے جو صورت بہتر ہو امام المسلمین اس کو اختیار کرنے کا مجاز ہے۔

5۔ جاسوس قیدی کے احکام عام جنگی قیدیوں سے مختلف ہیں مسلمانوں کی جاسوسی کرنے والا اگر مسلمان ہو تو مالکیہ اس کے قتل کے جب کہ احناف، شوافع اور حنابلہ عدم قتل کے قائل ہیں ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

-۱۔ القرآن: محمد/٤

۔ 2-----الازہری ، کرم شاہ ، پیر ، تفسیر ضیاء القرآن ، ج٤ ،ص ٥٠٥

3۔ القرآن:الانفال/٣٩

4-کاندھلوی ، محمد ادریس ، تفسیر معارف القرآن ، ج٧، ص ٣٩٩

5-القرآن: الانفال/ ٦٧-٦٩

6۔ محمد عاشق الٰہی ، انوار البیان ،ج ٢،ص ٤٨٨

احمد یار خان نعیمی ،مفتی ،تفسیر نعیمی ۔ ج ١٠،ص ١٠٤

7۔ کاندھلوی ، محمد ادریس ، تفسیر معارف القرآن ، ج٣، ص ٣٦٢

٨ عثمانی ، محمد شفیع ، مفتی ، تفسیر معارف القرآن ج ٤، ص ٢٨٣، حقانی ، عبد الحق ، تفسیر حقانی، ج٢، ص ٤٧٧ ، الازہری ، کرم شاہ ، پیر ، ضیاء القرآن ،ج ٢، ص ١٦٦، وحید الدین خان ، علامہ، تفسیر تذکیر القرآن ، ج ٣ ،ص ٤٥٧،محمد عاشق الٰہی ، تفسیر انوارا لبیان ، ج٢، ص ٤٨٨،مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج٢، ص ١٥٩

شبلی نعمانی ، علامہ ، سیرت النبیؐ ،ج١،ص ١٩٨

9۔ اصلاحی ، امین احسن، تفسیر تدبر قرآن ،ج٣ ، ص ٣١٠-٥١٣

10۔ عثمانی ، محمد شفیع ، مفتی، تفسیر معارف القرآن، ج ٨ ،ص ٢٢-٢٣

11۔ عثمانی ، محمد شفیع ، مفتی، تفسیر معارف القرآن، ج ٨ ،ص ٢٢-٢٣

12۔ محمد عاشق الٰہی ، انوار البیان ،ج ٢،ص ٤٨٩

13۔ عثمانی ، محمد شفیع ، مفتی، تفسیر معارف القرآن، ج ٨ ،ص ٢٢-٢٣

14۔ ایضاً

حقانی ، عبد الحق ، تفسیر حقانی، ج٤، ص ٣٠٧

مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج٥،ص ١٣-١٤

15-۔محمد عاشق الٰہی ، انوار البیان ،ج٥،ص ١٢٢

16۔ مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج۵،ص ۱۳-۱۴
17۔ حقانی ، عبد الحق ، تفسیر حقانی، ج٤، ص ۳۰۷
18۔ مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج۵،ص ۱۳-۱۲
19۔ حقانی ، عبد الحق ، تفسیر حقانی، ج٤، ص ۳۰۷
20۔ طبری ، ابن جریر ، محمد ، تاریخ طبری ، ج۲ ،ص ق۱٤۹
21۔ ابنِ کثیر ، اسماعیل ، البدایہ والنہایہ ، ج ٤،ص ۱۰۸
22-بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب المغازی باب مرجع النبی من ا الاحزاب
مسلم ، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، کتاب الجہاد ، باب جواز قتال من نقض العهد
23۔طبری / ابن جریر ، محمد ، تاریخ طبری ، ج۲ ،ص ۲۷۷
محمد بن سعد ،طبقات ابنِ سعد، ج۱،ص ۳۳٦
24 -محمد: ٤
25۔ مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج۵،ص۱٤
26۔ ۔ ابن خلدون ، عبد الرحمٰن ، تاریخ ابنِ خلدون ج۳،ص ۱٦۵
27۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب المغازی باب این رکز النبیؐ الرایۃ یو م الفتح
28۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب العتق باب قول النبیؐ العبید اخوانکم فاطعموهم مما تاکلون
29-ابو داؤد سلیمان بن اشعت ، سنن ابی داؤد ، کتاب الادب باب فی حق المملوک
30۔ القرآن: البلد/ ۱۳-۱٦
31۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعت ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ،باب فداء الاسیر بالمال ۔
32۔ محمد بن سعد ، طبقات ابنِ سعد،ج۱ حصه اول ،ص ۲٦۰
33-ابو داؤد سلیمان بن اشعت ، سنن ابی داؤد ، کتاب التنفیل و فدآ ء المسلمین بالاسٰری
34۔ طبری / ابن جریر ، محمد ، تاریخ طبری ، ج۲ ،ص ۱۵۲
مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، کتاب الجہاد ، باب ربط الاسیر و حسیسه و جواز المن علیه
35۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفه و حدیث ثمامه بن اثال
36۔ طبری / ابن جریر ، محمد ، تاریخ طبری ، ج۲ حصه اول،ص ۲٤۱
37۔ ابنِ کثیر ،اسماعیل ، البدایہ و النہایہ ، ج٤ ص ۵۵۳
38۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب المغازی باب قول الله ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم
39۔ مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، کتاب الجہاد ، باب قول الله تعالیٰ وهو الذی کف ایدیهم عنکم
40۔ عثمانی، شبیر احمد ، تفسیر عثمانی، ص ۱۵۸
41۔ طبری / ابن جریر ، محمد ، تاریخ طبری ، ج۲ ،ص ۱۵۰

42۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد باب فی التفریق بین السبی
43۔ القرآن : الدهر:۸

44۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب الجهاد ، باب الکسوة للاسٰری
45۔ محمد عاشق الٰہی ،انوار البیان ،ج۵،ص ۳۶۶
46۔ مودودی ، ابو الاعلیٰ ، تفسیر تفہیم القرآن ،ج۵،ص۳۶۶
محمد عاشق الٰہی ،انوار البیان ،ج۵،ص ۴۲۷-۴۲۸
47۔ الممتحنة: ۱
48۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، کتاب الجهاد، باب الجاسوس
49۔ محمد عاشق الٰہی ،انوار البیان ،ج۵،ص۳۶۶
50۔ عزام ، عبد الله ، جہاد آداب و احکام (ترجمه منہاج الاسلام فاروقی) ص ۹۵-۹۶
51-ایضا